

گو د خالی شہر پانوں کی بن اصغر کے رہی جان کا خطرہ تھے نہ شمار امت کیلئے	تھے خون مفلوحت اگر کے اس بھائی ہی کہ نہ آیا صد ہزار افسوس ان غفلت کے بھی
عابدین تمنا ہے گا کیونکہ زیر آسمان بے برادرے پورے یار امت کیلئے	سوج رہتا وہی دنگو مرے ہر ایساں کر دیا اک بل میں اُسکو تو ذرا خواہر کیان
غیر تسلیم درضا یانی نہ توئے پوچھ جال یان ملک تو ہو گیا ناچار امت کیلئے	جب کیا نانائے کشائش کا بندو کو سوال لے تھے بیٹی کا فکر آیا نہ بیٹے کا خیال
سر حوالے کر دیا ان ظالمین کو مثل دین ایک ذرہ بھی نہ کی تکرار امت کیلئے	بچہ کیا قاتل تھے بھلا تو شہادت فرمیں ہو گیا رضی رہنا ہے حق یہ ازمیرے حسین
پوشش پیش ان سب کے سر جاتا ہر ذریعہ پر علم ہائے ابن حیدر کمرار امت کیلئے	میں سوار بختیان بی بی حجاز اہل حرم تن در خاک خون میں غلطان جگویہ بھایا تم
مجگو جیتا چرخ نے رکھا دکھانیکو یہ جو سر تر اہو نیزہ کی دستار امت کیلئے	کاش میں بھی مرئی جسیم تو رہا میدائیں بھور سر پہ نہ تو پڑا ہو خاک خون کے پیچ اور
سرخن ارض و سماں شگے روتا تھا ہر کر کے جو دین کے سردار امت کیلئے	حضرت زینب عرض کرتی تھیں ان یہ گفتگو چپ ہو سودا کب بھلا اس مفر کو سمجھے گا تو
جو سخن منہ سے نکالا تھا کیا اسکا نہ ایسی بد اعمال وہد کردار امت کیلئے	کیوں نہ آخر ہو پیمبر کے لوا سے واہ واہ جان بگ اپنی گنوا پیدا کی آمرزش کی واہ

www.emarsiya.com

مرثیہ حضرت

پڑھا مننے بھی وہ احوال اور سب کو ٹپھا دیکھا فلے دیکھانہ وہ جو اجر لے کر بلا دیکھا	غزیر و نعتہ الشہداء میں منے جو لکھا دیکھا مصیبت اولیا و انبیاء کی سی نہ کیا دیکھا
عداوت بھائیوں نے کی ہو کیا یوسف کو بھائی سے بلا کے اترے سے تن ذکر یا کا بھی دوتا دیکھا	نعت آدم نے کیا کھینچی، حوا کی جدائی سے پڑے میں تن میں کریم الیوب کے مہر آزمائی سے
کہ اب چشم سے آنکے سدائیرب جوان تھے کہ آنکی چشم میں نور نظر کن نے رہا دیکھا	تم وقت سے حوا کے یا دم زار و گریان تھے اور ایسا بجز میں یوسف کے روتے پہ کفنان تھے
بظاہر وار پر عیسیٰ کو امت نے چڑھایا تھا	سنا ہوگا جو کچھ فرعون سر موسیٰ کے لایا تھا

تن یحییٰ سے ہر اک عضو عالم کے جدا دیکھا	ستم کی تیغ سے صالح کا ناقہ بی میں آیا تھا
صعوت کھینچی کیا یونس ڈر جا کر بطن ماسی میں	بنی جو تھار ہا ہر آن مر مری راہی میں نو
جو گدزی ان یہ سوال جہاں نے بر ملا دیکھا	پڑی ملوفان کے باعث نوح کی کشتی تباہی میں
کہ کشتی کے زمانے کا درود آکر ہوا کن میں	نیال آتے ہیں دلہرا اپنے لاکھوں رات اور زمین
بنی کی آل سے جو اپنے سر پر ناروا دیکھا	یہ کچھ دیکھتے پر ایک نے دیکھا نہ وہ انہیں
کوئی فرزند کی خاطر کوئی بان دن کو روکدرا	تو تب اک طرح کا ہر ایک پر عالم میں ہو گذرا
نہ کالتو تھے سناے آنکھوں نے وہ ماجرا دیکھا	مہین کنے کے قابل مصطفیٰ کے گھر یہ جو گذرا
کہ ہر اک لوتھہ پر بھائیگی جا اپنا کٹاٹے سر	انہو مہین کا بے کو گدزی کسی کی یہ جفا سر پر
بدر کا سر لہرے لوک نیزہ یہ دھرا دیکھا	پس کاتن نظر آیا بدر کو خاک د خون اندر
بغیر از جی نے ان طفل شمشاہ نہیں	کیسے سر پہ کا بیگو جہا نہیں یہ غضب ٹوٹا
کہ ہر اک بوہ کے سر نہ چادر فی زراد	سرے پر وار تو تھے کسے یوں ناموں کو لوٹا
کہ بعد از مرگ والی غضب موبل شیون	ہو ایسا ستم ہو وہ زمین کسکی دختر و زن بدم
توان نے ہاتھ بٹٹی کا کسی کو کھینچتا د	جو بیٹی کا بڑا ہاتھ اس گھڑی مان کہ دامن یہ
سر ماورجی دختر کو برہنہ وان نظر آ	بدن بیٹی کا مان کو بیٹی کے عریان نظر آیا
بھیسے نے پھوپھی کو اوتار پر سہ پیتا د	ہن کو بھائی کا تن خاک پر غلطان نظر آیا
گلے میں طوق تھا ہر باؤ زمین ز کبیر پہر	پھیسی کو یوں بھیسے کی طرح گردون نے کھلائی
ہر اک منزل میں یوں اس ناتوان کو پیادہ پا دیا	پہچا تلو و زمین کا تانوک پشت پا نکل آئی
ہوئے ساس کو شوہر کے غم میں پینسا یا یا	سردا ما دنیز پر نظر میں ساس کے آیا
گلے کو بھابھے کے اپنے خالے نے کٹا دیکھا	الم میں سدھی کے سدھن نے سو خون جگر کھایا
کہ شہ لے بان دھتے ہی سہریلے گردن لٹائی ہو	کو تو تخت کی رات اس طرح سے کسلی آئی ہے
کسی نے اس طرح کا بیاہ دنیا میں سنا دیکھا	کہ جو دو لہن نے صفدی خونے دو لہا لگائی ہو
جو روشن مشعلیں دیکھیں تو وان جلنے سے ہر جگے	نہ ہو جس بیاہ میں نوبت بغیر از سینہ کوئی کے
کون کیا جائے آتش بازی ان عالم نے کیا دیکھا	گر آرائش سے پوچھو کچھ کنول جلتے تھے دل ہی کے
اگر کتاب سے کہے تو سانس چیم حیران تھے	جو پوچھو بھلجی سے کچھ تو ہر دم ہلکے زبان تھے
ہوانی کے عوض وان نالہ سرور ہوا دیکھا	اتارون کی جگہ لے شہرارے وان نمایان تھے

مقام پانڈان کاٹے سر و نگو وان دھرا دیکھا	جب شادی تھی حسین خون دل شربت پیالہ تھا
جدا سر سے پڑی تھی خاک خونین لاش جس لاشکی	کہا ہے بیان دہان چہل کا کٹاری کے حوالہ تھا
کہ یا ایدھر نظر آیا تو دست او دھر پڑا دیکھا	کہوں کیا آہ اے یاد دل شست بجائیں مجلس کی
جسین ہم سنکے ایسا کچھ تو یارو ہم کو کیا کہے	جو کچھ صورت تھی دو لہا کی مصیبت کیا کہوں کی
کیا جو غور ہم اپنے نیند دراز دفا دیکھا	جنہوں کی شادی یہ کچھ ہو تو انکے غم کو کیا کہیے
یہیں ہم اب سروا سجا رکھیں امید کو ترسے	پھر انکے عشق میں ہارین ہین دم ہم کو کیا کہیے
نہایت لشرم دین سے ہم دل آخر کو جا دیکھا	یہ میر کا جگر گوشہ برائے اب دون ترسے
حرم خاک سے پڑھیں اور ہم فرشتہ قالی پر	شفاعت پھر طلب کیجیگا عقبے میں پمیر سے
مروت سے نہایت آکھونا آشنا دیکھا	سو کین فرزند انکے خاک خونین ہم نہالی پر
بٹھا دین اپنے ہم ناموس کو پر دیکھیں داورد ا	مسلمان بچہ کہاتے ہین ہم اس بے لہغالی پر
کہ ہم اس امر میں ہر ایک کو دور از جہا دیکھا	نہ ہوتا موس پھیر کو نہ یہ چرخ حسب پردا
اور اپنے واسطے ہم اظہر اقسام پکوا دین	نہ جانیں کیا جواب اس بات کا دیو کی ہم دروا
غرض اسطرح کے جلنے کو اپنے بے مراد دیکھا	اے آنکھو زناں خشک وہ بھوکو نئے دکھ پاوین
جہا نین دل اسے کہتے ہین جسین در دیہ ہوئے	سے بھر معج کا خطرہ جو بجز شام ہم کھا دین
نہیہ دین اب ہمارا سا کہ کفر اس سے بھلا دیکھا	مجبو ہم تو وہ ہی ہے جو اس دکھ کو کون رو دے
سیا ہی یہ قلم نامر سے عالم کے لئی دھوئی	مسلمان وہ ہے عمر اپنی اسی غم بیچ جو کھو دے
کہ ہر اک بند پر جسکے در جنت کھلا دیکھا	ترسے اس نظم پر سووا خلا لوق آیت بر دہی
	یہ دست آویز آزمردش کی ہے یا مریہ کوئی

مرثیہ دیگر

ہاتھ ملتے ہین حیدر کرار	آج روئے ہین احمد مختار
ظلم کی تیغ سے لیا ہے اُتار	آج اُن کے جگر کے ٹکڑوں کو
آج نوک شان پہ ہے سوار	راکب و دوش کا محمد کے
سودہ آلودہ ہین گبر دو عنبار	دھوئے جن گیسوؤں کو پیسہ
لشہ دریا کے جاموسے بکنار	آج سرزند سانی کو تر